120386-دوسری بیوی کا اپنے خاوند کے متعلق شکوی اور اس کا شرعی حکم

سوال

ایک سے زائد بیویوں کے مابین عدل کا معیار کیا ہے، میں نے اپنے خاوند سے ملازمہ رکھنے کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ میں گھریلو کام کاج اور اولاد کی دیکھ بھال نہیں کر سکتی، خاوند نے اس کی ایک شرط پر موافقت کی کہ خادمہ ایک دن میرے گھر میں اور دوسرے دن میری سوکن کے گھر میں ہوگی، یہ علم میں رہے کہ میرا گھر بڑا ہے اور میرے بچے بھی اس سے زیادہ ہیں، اور اس کے برعکس اس کا گھر بھی چھوٹا اور بچے بھی کم اس لیے کہ وہ دوسری بیوی ہے، جب میں خاوند سے کوئی چیز مانگتی ہوں تو وہ دوسری بیوی کے لیے وہی چیز لاتا ہے، کچھ ایام قبل میں نے اس سے قسم کا کفارہ ادا کرنے کا کہا، اور اس نے ادا تو کر دیا لیکن بعد میں اس نے مجھ سے رقم واپس مانگی اس لیے کہ اس کا خیال تھا کہ یہ چیز میرے ساتھ خاص ہے اور مجھے خود اپنے مال سے ادا کرنا چاہیے.

اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میرے اخراجات ایک ہزار ریال سے زائد نہیں جن میں لباس اور میک اپ کا سامان اور موبائل کا بل اور تحفہ تحائف شامل ہیں، لہذا ان امور میں عدل کیا ہے میں نفسیاتی طور پر بہت پریشان ہوں، وہ شخص عدل کرنا چاہتا ہے اللہ اسے میری جانب سے ساری جزائے خیر عطا فرمائے لیکن میرے خیال میں وہ مجھ پر سختی کر رہا ہے.

مجھے بتائیں کہ عدل کا صحیح طریقہ کیا ہے تا کہ ہر بیوی اپنا حق حاصل کر سکے، اور یہ محسوس نہ کرے کہ اس پر ظلم ہو رہا ہے، اور آخری بات یہ کہ: کیا ایک سے زائد شادیاں کرنے والا خاوند عدل کو دیکھے گا یا کہ جس کی صرف ایک ہی شادی ہے؟

پسندیدہ جواب

اول:

ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے شخص
پر جو عدل کرنا واجب ہے وہ یہ کہ: اپنی بیویوں کے خرچ میں عدل کرے، اور رات بسر کرنے
میں، اور رہائش میں اور لباس میں، ان تینوں اشیاء کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (
10091) کے جواب میں ملے گی اس کا
مطالعہ ضرور کریں.

اور ہدیہ و تحفہ میں بیویوں کے مابین
برابری کرنا لازم نہیں، جیسا کہ سوال نمبر (
13268) کے جواب میں بیان ہو چکا
ہے، اگرچہ افضل یہی ہے کہ وہ اس میں بھی بیویوں کے مابین برابری کرنے کی کوشش کرے،
اور یہی بہتر ہے تا کہ اس کی بیویوں کے مابین ان کی غیرت کی بنا پر غلط اثرات نہ
پڑیں.

دوم :

گھر کے لیے ملازمہ کے بارہ میں عرض
یہ ہے کہ :

1 خادمات یعنی گھریلو ملازمات کو
ان کے ملک سے لانے کے متعلق ہم تفصیل کے ساتھ کلام کر چکے ہیں، اور ان ممنوعہ اشیاء کے متعلق بھی کھل کر بات ہوئی ہے جو ملازمات کی وجہ سے گھروں میں پیدا ہوتی ہیں اور گھر والے اس میں پڑتے ہیں اس کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (26282) کے جواب میں ملے گی لہذا اس کی اہمیت کی خاطر آپ مطالعہ ضرور کریں.

2 اگر گھر میں ملازمہ کی موجودگی
سے کوئی شرعی ممانعت نہ پائی جاتی ہو تو پھر آپ کے خاوند نے جو کیا ہے کہ ایک دن آپ کے گھر میں اور ایک دن آپ کی سوکن کے گھر میں کام کریگی اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن خاوند کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس بیوی کے پاس اولاد زیادہ ہے اس کے اخراجات اس بیوی کی طرح نہیں جس کی اولاد کم ہے، یا پھر جس کی اولاد کوئی نہیں، اور خادمہ کے متعلق بھی اسے یہی چیز کا خیال کرنا چاہیے، ایک گھر بڑا ہونے اور اس میں کام زیادہ ہونے میں دونوں گھروں میں ملازمہ کے کام کی تقسیم عدل نہیں جس کے متعلق خاوند کا خیال ہے کہ اس نے عدل کر لیا ہے بلکہ اسے ان امور کا خیال کرنا چاہیے، ہو سکتا ہے ایک بیوی بالکل ہی ملازمہ کی محتاج نہ ہو، اس میں فرق پایا جاتا ہے کہ ایک گھر میں ملازمہ کا کام کرنا ضروریات میں یا شدید حاجت ہو، اور دوسری گھر میں ملازمہ کا کام کرنا کمال میں شامل ہوتا ہو! اس لیے خاوندوں کو اس کا بھی خیال کرنا چاہیے اور گھر کے کام کاج میں معاونت کرنی چاہیے، اور اسی طرح ان پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ گھر کے افراد کی تعداد کو بھی مد نظر رکھ کر اخراجات کی تقسیم کریں کہ ان کی ضروریات زیادہ ہیں اور جس کے افراد کم ہیں ان کی ضروریات بھی کم.

سوم :

قسم کا کفارہ مال کی شکل میں فقراء
کو ادا نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کو غلہ اور کھانا کی شکل میں ادا کرنا واجب ہے
جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اللہ تعالی تمہاری لغو قسموں کا
مؤاخذہ نہیں کرتا، لیکن مؤاخذہ اس پر کرتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کرو، اس کا
کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے
ہو، یا ان کو کپڑا دینا، یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا، جس کو اس کی طاقت نہ ہو
وہ تین روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم اٹھاؤ اور اپنی قسموں
کا خیال رکھو!اسی طرح اللہ تعالی تمہارے واسطے اپنے احکام بیان کرتا ہے تا کہ تم
شکر کرو المآئدۃ(89).

اس کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (
45676) کے جواب میں ملے گی اس کا
مطالعہ کریں.

خاوند کی بات سچی ہے کہ قسم کا کفارہ
آپ کو اپنے خاص مال سے ادا کرنا ہے، اور یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ کا اپنے ان
اخراجات میں سے کفارہ ادا کرنا جو اس نے آپ کے لیے محدد کر رکھے ہیں آپ کی حق تلفی
ہے، یا آپ پر کوئی تشدید اور سختی ہے، اور اس ذہین خاوند نے مقتضی حال کو دیکھنا
ایک اہم چیز ہے اس نے تمہارے حال کی قدر کی اور اس کا خیال رکھا ہے جو آپ کے حال کے
لیے صحیح اور اصلاح کے لیے ہے.

لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ خاوند کے
لیے آپ کی جانب سے کفارہ کا کھانا دینا جائز نہیں، اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو ظلم
شمار ہوگا! بلکہ یہ اس کی فہم کا خلل ہے کہ ایسا کرنا بیویوں کے عدل کے منافی ہے،
اور بلاشک و شبہ آپ کی جانب سے قسم کے کفارہ میں کھانا کھلانا حسن معاشرت میں شامل
ہوتا ہے، اور اس سے دوسری بیوی کو بھی اسی طرح دینا لازم نہیں آتا کہ جتنا تمہارے
لیے خرچ کیا ہے اتنا ہی اسے بھی دے.

کسی بھی اہل علم نے یہ نہیں کہا، اور
نہ ہی سلف رحمہ اللہ میں سے جس نے بھی ایک سے زائد بیویاں رکھیں ان میں سے کسی ایک
سے یہ معروف ہے.

چہارم:

عدل واجب کو مقرر کرنے کا مرجع ایک
سے زائد رکھنے والا خاوند نہیں اور نہ ہی جس کی ایک بیوی ہے وہ اس کو مقرر کر سکتا ہے، بلکہ اس کو تو شریعت نے مقرر کرنا ہے اور کتاب و سنت کی نصوص ہی خاوند پر لازم کرتی ہیں کہ جو شریعت نے خاوند پر مقرر کیا ہے وہ اس کی ادائیگی کرے.

اور نہ ہی صرف لوگوں کے حکم کی بنا
پر خاوند کا اپنی بیویوں میں عدل کرنا ثابت ہو گا، بلکہ خاوند جو بالفعل عمل کرتا ہے اس سے پتہ چلے گا کہ وہ کتنا عدل کر رہا ہے، کیونکہ کچھ امور ایسے ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں جن کا ظاہر ظلم معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت عدل ہے، اور اسی طرح اس کے بر عکس بھی، اس لیے ممکن ہے کہ لوگوں کے لیے اس خاوند کا عدل ظاہر ہوتا ہو لیکن حقیقت میں سب سے بڑا ظالم ہو.

آخر میں ہم خاوند کو یہ نصیحت کرتے
ہیں کہ وہ بیویوں میں شریعت کے مطابق واجب کردہ عدل بجالائے، اور دونوں گھروں کو چلانے میں حکمت سے کام لے، اور ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرے، اور دونوں گھروں میں جو فرق اور اختلاف ہے اس کو مد نظر رکھے، اگر ایک گھر میں اس کی اولاد ہے اور دوسرے گھر میں اس طرح نہیں تو یہ ان کی دیکھ بھال اور اخراجات اور تربیت و خدمت کی مستوجب ہے، جو دوسری بیوی پر ظلم نہ ہو اور اس سے ایک سے زائد بیویاں رکھنے کا شرعی مقصد بھی پورا ہو جائے.

اسی طرح میری سائل بہن آپ کو بھی
چاہیے کہ اپنے خاوند کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کریں، اور اس کے ساتھ معاملات کرنے میں احسن اسلوب اختیار کریں، اور آپ کو غیرت اس پر مت ابھارے کہ سارے امور و معاملات میں باریک بینی کے ساتھ محاسبہ کرنا شروع کر دیں؛ کیونکہ یہ سب کچھ خاوند کے لیے پریشانی کا باعث بنے گا، اور اس گھر میں رہنے کی ناپسندیدگی پیدا کریگا جس گھر میں جا کر اسے سر درد ہونا شروع ہو جائے! خاص کر جبکہ آپ کے خاوند کا ظاہر دین و اصلاح والا معلوم ہوتا ہے، اور وہ خیر و بھلائی کی حرص رکھنے والا ہے، اس لیے آپ خیر و بھلائی میں اس کی معاون بن کر رہیں نہ کہ شیطان کی معاون بنیں.

اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ اپنا حق
بھی چھوڑ دیں، بلکہ آپ کا حق تو شرعی طور پر مکفول ہے، لیکن آپ حق طلب کرنے میں

احسان کو مت بھولیں، اور حق لینے میں معافی اختیار کریں اللہ سبحانہ و تعالی کا
فرمان ہے :

اور احسان کرو یقینا اللہ تعالی
احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے البقرۃ(195).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالی
ہے :

اور تم معاف کر دو، یہ تقوی کے
زیادہ قریب ہے، اور آپس میں فضل کو مت بھولو، یقینا اللہ تعالی دیکھنے والا ہے جو
تم عمل کر رہے ہو البقرۃ(237).

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری
میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا :

"اللہ تعالی اس شخص پر رحم کرے جو
آسانی کرتا ہے جب فروخت کرتا ہے، اور جب خریدتا ہے، اور جب اپنا حق طلب کرتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر(2076).

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ
کو خیر و بھلائی پر جمع رکھے، اور آپ کو اپنی رضامندی کے کام کرنے کی توفیق نصیب
فرمائے.

واللہ اعلم.